۸۹/۷۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) امام صاحب نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۴۵ "وانہا لکبیرۃ إلا علی الخاشعین" پر وقف کرکے "الذین یظنون انہم ملقوا ربہم" کی جگہ "الذین یظنون انفسکم وانتم تتلون الکتب" پڑھ لیا اور اسے صحیح کئے بغیر نماز مکمل کرلی، تو آیا نماز درست ہوگئی یا نہیں؟

(۲) نیز یہ کہنا کہ معنی درست ہو تو نماز صحیح ہوجاتی ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ یہ ہے کہ یہی آیت دوسری جگہ بھی موجود ہے یا یہ کہ اس کے مفہوم کا صحیح ہونا کسی آیت سے معلوم ہو رہا ہے یا دیگر کوئی مراد ہے؟

المستفتی

عطاء الرحمن

جامعہ فاروقیہ فیز ۲

۱۸/۶/۲۵ھ

۰۳۳۲-۳۲۶۰۱۵۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔ صورتِ مسئولہ میں جب امام نے "الخاشعین" پر وقف کیا پھر آگے دوسری آیت پڑھی تو تغیرِ معنی کے فحش نہ ہونے کی وجہ سے نماز درست ہوگئی ہے۔

لو ذکر آیۃ مکان آیۃ إن وقف عند ذلک وقفا تاما ثم ابتدأ بآیۃ اخری او ببعض آیۃ لاتفسد کما لو قرأ "الذین آمنوا وعملوا الصلحت" وقف ثم قال "أولئك هم شر البریۃ" لاتفسد۔

(خلاصۃ الفتاوی: کتاب الصلوۃ، باب زلۃ القاری، ۱/۱۱۷، رشیدیۃ)

(التاتارخانیۃ: کتاب الصلوۃ باب زلۃ القاری ۱/۳۵۴، ۳۵۵، قدیمی)

(فتاوی قاضیخان علی هامش الهندیۃ، ۱/۱۵۳، رشیدیۃ)

(العالمگیریۃ: الفصل الخامس فی زلۃ القاری، ۱/۸۰، رشیدیۃ)

(وکذا فی احسن الفتاوی: ۳/۴۲۶، سعید)

Scanned by CamScanner

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قاعدے "معنی درست ہو تو نماز ہو جاتی ہے" کا مطلب یہ ہے کہ دوران قراءت جو غلطی ہوئی تو دیکھا جائے کہ اس غلطی سے ادا ہونے والے لفظ اور اصل لفظ میں معنی و مفہوم اصلی کے اعتبار سے کیسا تغیر ہوا ہے اگر تغیر فحش ہے تو نماز فاسد ہے اور اگر تغیر فحش نہیں ہے تو نماز درست ہے۔

لیکن یہ وضاحت طرفین رحمہما اللہ کے مذہب کے مطابق ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اصول کے مطابق: اس غلطی سے اگر معنی میں بہت زیادہ تبدیلی نہیں آئی تو دیکھا جائے کہ تبدیل شدہ لفظ قرآن پاک میں موجود ہے یا نہیں، اگر موجود ہے تو نماز درست ہے اور اگر موجود نہیں تو نماز فاسد ہے۔

تنبیہ! یہ تو مسائل کے ذکر کردہ قاعدے کی توضیح تھی۔ لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ غلطی کی نوعیت بدلنے سے اس قاعدے کا استعمال بھی بدلے گا۔

اور پھر ذکر کردہ تفصیل متقدمین کے نزدیک تھی متأخرین کے نزدیک اس میں بہت زیادہ عموم ہے حتی کہ متأخرین کے نزدیک بغیر قصد کے ہونے والی غلطی پر نماز بالکلیہ فاسد نہیں ہوتی چاہے معنی میں فساد کیسا ہی کیوں نہ آجائے۔

پس محقق فقہاء کرام رحمہم اللہ نے متقدمین اور متأخرین کے مذہب میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ عوام کے حق میں فتوی متأخرین کے مذہب کے مطابق ہے "بشرطیکہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح میں لگی رہے" اور خواص (قراء اور علماء) کے حق میں فتوی متقدمین کے قول پر ہے

لہٰذا! سب سے پہلے اس غلطی کی نوعیت معلوم کی جائے گی کہ غلطی ایک ہی کلمہ میں تبدیلی حروف کی ہے یا وصل و عدم وصل حروف کی، کسی حرف کی کمی کی ہے یا زیادتی کی، ایک کلمہ کی جگہ دوسرے کلمہ کو ادا کرنے کی ہے یا کلمہ کی نسبت کی تبدیلی کی، کلمہ یا حرف کے تکرار کی ہے یا کلمہ و حرف کی تقدیم و تاخیر کی، ایک آیت کی جگہ دوسری آیت پڑھنے کی ہے یا آیت کو بالکلیہ ترک کرنے کی، اعراب و حرکات میں تبدیلی کی ہے یا تشدید و مد کی جگہ تخفیف و قصر کی یا تخفیف و قصر کی جگہ تشدید و مد کی، ادغام کو موقع بے موقع کرنے و عدم ادغام کی ہے یا کسی کلمہ کو ادھورا پڑھنے کی۔

جاری ہے......

Scanned by CamScanner

پھر اس غلطی میں قصد و عدم قصد، اعتقاد و بلا اعتقاد، ان مسائل کو جاننے والا و ناجاننے والا، تغیر معنی کا فحش ہونا یا فحش نہ ہونا، ان تبدیل شدہ الفاظ کا قرآن مجید میں ہونا یا نہ ہونا، اور پھر ان لغزشوں کے بارے میں متقدمین اور متأخرین کے اقوال کو دیکھنا ہوگا۔ پھر کوئی حکم "فساد صلوٰۃ یا عدم فساد" لگایا جا سکے گا۔

الغرض! اس پوری بحث کو صرف اس بات میں منحصر کر دینا "کہ نماز میں غلطی قراءت کے بعد معنی درست ہو تو نماز درست ہو جاتی ہے" نہ ہی ممکن ہے اور نہ ہی درست۔ اس لئے! سائل کو چاہیئے کہ دوران قراءت جو لغزش سامنے آئی ہو اس کو لکھ کر حکم دریافت کر لیا جائے، البتہ! اپنے مطالعے کیلئے ردالمحتار، العالمگیریہ، قاضی خان، تاتارخانیہ، بزازیہ، حلبی کبیری، خلاصۃ الفتاوی اور حاشیہ نور الایضاح کو دیکھنا اطمینان کا باعث ہوگا۔

الاصل ...... وإن لم مثله في القرآن ولكن لا يتغير به المعنى "نحو قيامين مكان قوامين" فالخلاف على العكس تفسد عند أبي يوسف ولا تفسد عندهما فالمعتبر في عدم الفساد عند عدم تغير المعنى كثير لوجود المثل في القرآن عنده والموافقة المعنى عندهما. فهذه قواعد الائمة المتقدمين في هذا الفصل واما المتأخرون فاتفقوا على أن الخطا ان كان في الاعراب لا تفسد مطلقا...... وما قاله المتأخرون اوسع وما قاله المتقدمون احوط.

(حلبي كبير: كتاب الصلوٰة، فصل في بيان زلة القاري ص٤٧٦، سهيل اكيڈمی)

(وكذا في حاشية ابن عابدين: كتاب الصلوٰة، مطلب مسائل زلة القاري، ٢/٤٧٣، رشيدية)

وفي شرح المنية "المسمّى به حلبي كبير" (روى عن محمد بن سلمة) (روى عن محمد بن مقاتل)...... بين هذه الاحرف

أنها (لا تفسد لان العجم لا يميزون) بين هذه الاحرف ...... وكان (الشيخ اسمعيل الزاهد) وهذا معنى ما ذكر في فتاوى الحجة انه يفتى في حق الفقهاء باعادة الصلوٰة وفي حق العوام بالجواز كقول محمد بن سلمة اختيارا للاحتياط في موضعه والرخصة في موضعها.

(كتاب الصلوٰة: فصل في بيان زلة القاري ص٤٧٨ سهيل اكيڈمی)

وفي خزانة الأكمل قال القاضي أبو عاصم: إن تعمد ذلك تفسد وإن جرى على لسانه أو لا يعرف التمييز لا تفسد، وهو المختار. حلية. وفي البزازية: وهو أعدل الأقاويل، وهو المختار اهـ.

(الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب: إذا قرأ قوله تعالىٰ: "تعالى جدك" بدون الف لا تفسد، ٢/٤٧٧، دار المعرفة)

المصلي إذا أخطأ في القراءة فذلك لا يخلو من وجوه اما أن يكون الخطأ في الاعراب أو بتخفيف المشدد أو بتشديد المخفف أو بترك المدفي الممدود أو بادخال المد في غيره أو بذكر حرف مكان حرف أو بكلمة مكان كلمة أو آية مكان آية أو بالتقديم والتأخير أو بوصل المفصول أو بفصله

أو خطأ في النسبة .... الخ

(قاضيخان على هامش الهندية، فصل في قراءة القرآن خطأ، ١/ ١٣٩، رشيدية)

(حاشية ابن عابدين: مسائل زلة القاري، ٢/ ٤٧٣، دار المعرفة بيروت)

(ولا يقاس مسائل زلة القاري بعضها) ما ليس مذكورا عن الأئمة المتقدمين او المتأخرين (على بعض) ما هو مذكور (إلا بعلم كامل في اللغة) والعربية والمعاني ونحو ذلك مما يحتاج إليه التفسير فيعلم ما يكون إعتقاده كفرا وما ليس كذلك وما معناه بعيد بعدا فاحشا أو غير فاحش او قريب او متحد فيمكنه القياس على قول المتقدمين ويعلم مخارج الحروف فيميز بين قريبي المخرج وبعيديه والحروف التي يجوز ان يبدل بعضها من بعض والتي ليست كذلك فيمكنه القياس على بعض اقوال المتأخرين.

(حلبي كبير: كتاب الصلوة، مسائل في بيان زلة القاري، ص٤٧٥-٤٧٦، سهيل) فقط

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه: محمد راشد داسكوي

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية كراتشي

٢١/ ٦/ ٣٠ هـ

الجواب صحيح

يوسف افشاني

٢٢/ ٦/ ٣٠ هـ

الجواب صحيح

جامعة فاروقية — دار الإفتاء — شاه فيصل كالوني نمبر ٤ كراچي (پاكستان)